# 45200 ـ کفار کی تقلید کرنا اور " جسے مسلمان حسن اور اچھا سمجھیں وہ اللہ کے ہاں اچھا اور حسن ہے " کا معنی

**سوال**

کفار کی عادات اور معاملات میں کفار کی تقلید کرنے کا شرعی حکم کیا ہے، اور شریعت اسلامیہ کے اس میں کیا ضوابط ہیں، اور کیا کفار کے کسی عمل میں تقلید کرنا حرام شمار ہوتا ہے ـ یہ علم میں رہے کہ بہت سارے کفار کے اعمال حرام نہیں، اور نہ ہی شریعت نے ان کی مذمت کی ہے، اور نہ ہی ایسا کرنے والا کفار کی تقلید کا قصد رکھتا ہے، بلکہ اس نے اسے اچھا اور بہتر پایا تو کرنے لگا، اور جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما کا قول ہے: " جسے مسلمان اچھا اور بہتر سمجھیں تو وہ اللہ کے ہاں حسن اور بہتر ہے " ـ اللہ تعالی آپ کو عزت سے نوازے اس مسئلہ میں دلائل کے ساتھ جواب دیں ؟

**پسندیدہ جواب**

الحمد للہ.

اول:

مسلمانوں کو دینی شعار اور عبادات میں کسی بھی امت کی تقلید کرنے کی کوئی ضرورت و حاجت نہیں، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی نے دین مکل کردیا ہے، اور اپنی نعمت کو پورا کر دیا ہے، اور ہمارے لیے اسلام کے دین ہونے پر راضی ہو چکا ہے، فرمان باری تعالی ہے:

آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے، اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا ہے، اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر راضی ہو گیا ہوں المآئدۃ ( 3 ).

اور پھر شریعت اسلامیہ نے مسلمانوں کو کفار اور خاص کر یہود و نصاری کی تقلید اور نقالی کرنے سے منع فرمایا ہے، اور یہ نہی سب امور میں عام نہیں بلکہ یہ اس میں ہے جب وہ ان کے دینی امور اور شعار ہوں اور ان کے خصائص میں شامل ہوں جو ان کا امتیاز ہو.

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" تم ضرور بضرور اپنے سے پہلے لوگوں کی پیروی اور تقلید کروگے بالشت کے ساتھ بالشت اور ہاتھ کے ساتھ ہاتھ حتی کہ اگر وہ ضب ( گوہ ) کی بل میں داخل ہوئے تو تم بھی جاؤگے ہم نے عرض کیا: اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہود و نصاری ؟

تو آپ نے فرمایا: اور کون ؟ "

صحیح بخاری حدیث نمبر ( 1397 ) صحیح مسلم حدیث نمبر ( 4822 ).

اس حدیث میں یہود و نصاری کی تقلید اور نقالی کرنے سے منع فرمایا گیا ہے، اور ان کے طریقے پر چلنے والوں کی مذمت کی گئی ہے، اور شریعت نے اس نہی کی تاکید اس طرح کی ہے کہ جو کوئی بھی ایسا کرتا ہے وہ انہی میں سے ہے.

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جس کسی نے بھی کسی قوم کی مشابہت کی تو وہ انہی میں سے ہے "

سنن ابو داود حدیث نمبر ( 3512 ) علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل حدیث نمبر ( 2691 ) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس کی کم از کم حالت یہ ہے کہ ان کفار سے مشابہت کی حرمت کا تقاضا کرتی ہے، اگرچہ اس کا ظاہر ان سے مشابہت کرنے والے کے کفر کا متقاضی ہے "

دیکھیں: اقتضاء الصراط المستقیم ( 237 ).

کفار کی تقلید اور نقالی کرنے والا شخص نقص محسوس کرتا ہے، اور ہزیمت و کم تری کو اپنے اوپر سجاتاہے، اسی لیے جسے وہ بڑا سمجھتا ہے اس کی تقلید کر کے اس نقص کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے.

اگر یہ لوگ اسلامی قوانین اور اس کے احکام کی عظمت کو جان لیں، اور اس نام نہاد ترقی کی خرابی و فساد کو پہچان لیں جس کے پیچھے وہ بھاگتے پھرتے ہیں تو انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو جائے اور انہیں علم ہو جائے کہ غلط کر رہے ہیں، اور انہوں نے کمال اور حق کو چھوڑ کر نقص اور فساد کی طرف جا رہے ہیں.

دوم:

تقلید اور نقالی کی وہ وجہیں جن سے ہمیں روکا گیا ہے وہ بہت ساری ہیں:

شیخ صالح الفوزان کہتے ہیں:

وہ امور جن میں کفار کی تقلید اور نقالی کی جا رہی ہے وہ بہت سارے ہیں، جن میں عبادات کے امور میں ان کی تقلید کی جا رہی ہے مثلا: قبروں کو پختہ کرنے اور ان پر تعمیر کرنے، اور ان میں غلو کرنے کے شرکیہ امور میں کفار کی تقلید کی جا رہی ہے.

حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" اللہ تعالی یہود و نصاری پر لعنت کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا "

صحیح بخاری حدیث نمبر ( 425 ) صحیح مسلم حدیث نمبر ( 531 ).

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بتایا کہ جب بھی ان میں کوئی نیك و صالح شخص فوت ہو جاتا تو وہ اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے، اور اس میں تصویریں بنا لیتے، اور یہ لوگ بری ترین مخلوق میں سے ہیں.

دیکھیں: صحیح بخاری حدیث نمبر ( 417 ) صحیح مسلم حدیث نمبر ( 528 ).

ان دنوں قبروں میں غلو کی بنا پر شرك اکبر جیسا شنیع کام ہو رہا ہے، جو ہر خاص و عام کے علم میں ہے، اور اس کا سبب یہود و نصاری کی تقلید اور نقالی کے سوا کچھ نہیں.

اور اسی طرح شرکیہ اور بدعتی تہواروں میں کفار کی تقلید اور نقالی کی جا رہی ہے مثلا: عید میلاد ـ جیسا کہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ـ اور صدر اور بادشاہوں کی سالگرہ، ان تہواروں کو بدعتی یا شرکیہ تہوار یا ہفتے کہا جاسکتا ہے ـ مثلا یوم آزادی، یوم والدہ، اور ہفتہ صفائی ـ اس کے علاوہ دوسرے یومی تہوار یا ہفتہ وار تہوار، یہ سب مسلمانوں میں کفار کی جانب سے داخل ہوئے ہیں؛ وگرنہ اسلام میں تو صرف دو ہی تہوار اور عیدیں ہیں: عید الفطر، اور عید الاضحی، اس کے علاوہ باقی جتنی بھی عیدیں اور تہوار ہیں وہ کفار کی تقلید اور نقالی میں منائے جارہے ہیں.

ماخوذ از: کفار کی مخالفت کے عنوان سے خطبہ.

سوال نمبر (47060 ) کے جواب میں لباس میں کفار کی مشابہت کرنے کی ممانعت کے متعلق بیان ہو چکا ہے، کہ ان کے مخصوص لباس میں مشابہت کرنا جائز نہیں، اور اسی طرح جو عادات ان کے ساتھ مخصوص ہیں مثلا داڑھی منڈانے میں ان کی مشابہت کرنا.

سوم:

کفار کے ساتھ ان کی عبادات اور ان عادات میں مشابہت کرنا حرام ہے جو ان کے ساتھ مخصوص ہیں، اور جن سے وہ ممتاز ہوتے ہیں، اس میں نہیں جو انہوں نے اشیاء ایجاد کی ہیں اور بناتے ہیں جن سے استفادہ کرنا ممکن ہے، اس طرح کی اشیاء استعمال کرنے میں مسلمانوں کو ان کے ساتھ شریك ہونے میں کوئی حرج نہیں مثلا گاڑی استعمال کرنا اور بنانا، بلکہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس میں ان سے آگے بڑھیں اور اس میں خود ایجاد کریں.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

جب " کفار کے ساتھ مشابہت " کہا جائے تو اس کا یہ معنی نہیں کہ ہم ان کی مصنوعہ اور ایجاد کردہ اشیاء استعمال ہی نہ کریں: یہ بات تو کوئی بھی نہیں کہتا، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بھی لوگ کفار کا تیار کردہ لباس پہنا کرتے تھے، اور اس کے بعد والے بھی اور ان کے بنائے ہوئے برتن بھی استعمال کرتے تھے.

کفار سے مشابہت کا معنی یہ ہے کہ:

ان جیسا لباس پہننا، اور ان جیسی عادات و سکنات اختیار کرنا، اس کا معنی یہ نہیں کہ ہم اس میں سواری نہ کریں جس میں وہ سواری کرتے ہیں، اور وہ لباس پہنتے ہیں تو ہم لباس نہ پہنیں، لیکن اگر وہ کسی مخصوص طریقہ سے سوار ہوتے ہوں جو ان کے لیے خاص اور معین ہے تو ہم اس طریقہ سے سوار نہیں ہونگے، اور جب وہ کسی خاص طریقہ سے لباس سلواتے ہوں جو ان کے ساتھ ہی مخصوص ہے تو ہم اس طرح کا لباس نہیں سلوائینگے، اگرچہ ہم اس گاڑی پر سواری کرتے ہیں جس طرح کی گاڑی پر وہ سواری کرتے ہیں، اور بالکل اسی طرح کے بنے ہوئے کپڑے سلواتے اور جس چیز سے ان کا کپڑا بنا ہوتا ہے.

دیکھیں: مجموع الفتاوی الشیخ ابن عثیمین ( 12 ) سوال نمبر ( 177 ).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے:

" مشابہت کا مقیاس اور پیمانہ یہ ہے کہ مشابہت کرنے والا شخص ایسی چیز میں مشابہت اختیار کرے جس سے مشابہت کی جا رہی ہے وہ اس کے ساتھ مخصوص ہو، اس لیے کفار سے مشابہت کا معنی یہ ہو گا کہ:

مسلمان کوئی ایسا کام کرے جو کفار کے ساتھ مخصوص ہو لیکن جو مسلمانوں میں منتشر ہو اور اس کے ساتھ کفار کا امتیاز نہ ہوتا ہو تو یہ مشابہت نہیں ہو گی، تو یہ مشابہت کی بنا پر حرام نہیں ہو گی، الا یہ کہ وہ کسی دوسری وجہ سے حرام ہو، ہم نے بات کہی ہے وہ اس کلمہ کے مدلول کا متقاضی ہے.

دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن عثیمین ( 12 ) سوال نمبر ( 198 ).

سوال نمبر ( 21694 ) كے جواب ميں آپ كو كفار سے مشابہت كى تفصيل اور اس كے ضوابط مليگے، اور اسى طرح اس كى تفصيل آپ سوال نمبر ( 43160 ) كے جواب ميں بھى ديكھ سكتے ہيں.

چہارم:

غير مسلمين كى ترقى و تمدن نافع بھى ہے اور نقصانده بھى، اس ليے فائده مند كو چھوڑ كر نقصانده كو نہيں لينگے، اس موقف كو اختصاركے ساتھ بيان كرتے ہوئے شنقيطى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" مغربى تہذيب و تمدن اور ترقى كے متعلق موقف چار قسموں ميں منحصر ہے اس كى كوئى پانچويں قسم نہيں:

اول:

نافع اور نقصانده دونوں كو چھوڑنا.

دوم:

نافع اور نقصانده دونوں كو لينا.

سوم:

نفع مند كو چھوڑ كر نقصانده كو لينا.

چہارم:

نقصانده كو چھوڑ كر نفع مند كو لينا.

بلاشك و شبہ پہلى تين قسموں كو ہم باطل پاتے ہيں، اور بغير كسى شك و شبہ كے ايك جو كہ آخرى قسم ہے وہ صحيح ہے.

ديكھيں: اضواء البيان ( 4 / 382 ).

پنجم:

رہا عبد اللہ بن مسعود رضى اللہ تعالى عنہما كا قول:

" جسے مسلمان حسن اور اچھا سمجھتے ہيں وہ اللہ كے ہاں اچھا اور حسن ہے "

اس سے وہ عقلی تحسین مراد نہیں جو شریعت کے مخالف ہو، امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے:

" جس نے استحسان کیا تو اس نے قانون بنایا "

اس سے وہ تحسین مراد نہیں جسے لوگوں میں کوئی ایك شخص اچھا سمجھے عام لوگوں کے علاوہ، بلکہ اس کلام کو دو معنوں میں سے ایك پر محمول کرنا صحیح ہے، اور وہ دونوں ہی صحیح ہیں:

1 ـ اس سے مراد عرف کا وہ عمل ہے جو شریعت کے مخالف نہ ہو.

2 ـ اس سے حجیت اجماع مراد ہے.

چنانچہ جب مسلمان کسی چیز کے استحسان پر جمع ہو جائیں تو یہ اجماع حجت ہے، تو یہ چیز اللہ کے حکم میں حسن اور اچھی ہو گی، اور یہ چیز اس قول پر دلالت کر سکتی ہے:

" جسے مسلمان اچھے دیکھیں تو وہ اللہ کے اچھا ہے "

دیکھیں: المبسوط للسرخسی ( 12 / 138 ) اور الفروسیۃ ابن قیم ( 398 ).

یہ تو اس وقت ہے جب ہم ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی کلام سب مسلمانوں میں عام شمار کریں، حالانکہ ان کی کلام کے سیاق و سباق سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اس سے صحابہ کرام مراد لیے ہیں ان کے علاوہ دوسرے لوگ نہیں، ان کی کلام بالنص یہ ہے:

" اللہ سبحانہ و تعالی نے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو ان میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دل سب سے بہتر پایا تو اسے اپنے لیے چن لیا، اور انہیں اپنی رسالت دے کر مبعوث کیا، پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کے بعد بندوں کے دلوں کو دیکھا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے دلوں بندوں کے دلوں سے سب سے بہتر پایا تو انہیں اپنے نبی کے وزیر بنا دیا وہ اس کے دین پر جہاد کرتے ہیں، چنانچہ جو مسلمانوں نے حسن دیکھا تو وہ اللہ کے ہاں اچھا اور حسن ہے، اور جسے وہ برا دیکھیں تو وہ اللہ کے ہاں برا ہے "

مسند احمد حدیث نمبر ( 3418 ) علامہ البانی رحمہ اللہ نے عقیدۃ طحاویۃ کی تخریج ( 530 ) میں اسے حسن کہا ہے.

کسی بھی حال میں ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما کی کلام سے اللہ تعالی کی حرام کردہ چیز کو حسن اور اچھا جاننے میں استدلال کرنا صحیح نہیں، مثلا مشرکوں سے مشابہت کرنا.

واللہ اعلم .